

## بعدالتِ عظمی پاکستان

(پیلیٹ اختیارِ ساعت)

موجودہ:

جناب جسٹس قاضی فائز عیسیٰ

جناب جسٹس سید منصور علی شاہ

فوجداری درخواست نمبر 833- ایل آف 2022ء

(فوجداری متفق نمبر 18600- بی آف 2022ء میں لاہور ہائی کورٹ، لاہور، کے فیصلے مورخہ 12 مئی 2022ء کے خلاف)

اپیل کنندہ ---

سلامت مشائخ

بنا م

مسئول علیہاں ---

ریاست و دیگر

جناب عبدالحیمد رانا، ایڈ ووکیٹ سپریم کورٹ (لاہور سے وڈیو لینک کے ذریعے)

اپیل کنندہ کے لیے:

چودھری محمد سرور سدھو، ایڈ شنل پرو سیکیورٹر جزیرل، پنجاب

ریاست کے لیے:

جناب عاصم افتخار، تفتیشی افسر / ایس پی ماؤنٹ ٹاؤن، لاہور

سمیل کاظمی، ڈی ایس پی ماؤنٹ ٹاؤن، لاہور

سید رفاقت حسین شاہ، ایڈ ووکیٹ سپریم کورٹ

شکایت کنندہ کے لیے:

23 اگست 2022ء

تاریخ ساعت:

## حکم

جسٹس قاضی فائز عیسیٰ۔ اس درخواست کے ذریعے درخواست گزار پولیس تھانے ماؤنٹ ٹاؤن لاہور میں مجموعہ تعزیراتِ پاکستان ('لی پی سی') کی دفعات 295- اے، 295- بی اور 295- سی کے تحت درج شده ایف آئی آر نمبر 61، مورخہ 13 فروری 2021ء، سے بننے والے مقدمے میں بعد ازاں گرفتاری صفائحہ چاہتا ہے۔ دفعہ 295- اے اس جرم کے بارے میں ہے جو "دانستہ اور بد نیتی کے ساتھ شہریوں کے کسی طبقے کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرے۔۔۔ اس طبقے کے مذہب یا مذہبی عقائد کی توبین کرے یا اس کی کوشش کرے۔۔۔ دفعہ 295- بی قرآن مجید کے کسی نفحہ کی قصہ آ توہین، اسے نقصان پہنچانے یا بے حرمتی کرنے کو جرم قرار دیتی ہے۔ اور دفعہ 295- سی "حضرت محمد ﷺ" کے مقدس نام کی توبین "کو جرم قرار دیتی ہے۔ 295- اے کے جرم پر دس سال تک کی سزا دی جاسکتی ہے، دفعہ 295- بی عمر قید کی سزا مقرر کرتی ہے، جبکہ 295- سی سزا موت مقرر کرتی ہے۔

2- اس مقدمے کی بنیاد بننے والے واقعہ کی اطلاع پولیس کو 13 فروری 2021ء کو رات 11 بج کر 20 منٹ پر دی گئی اور ایف آئی آر رات 11 بج کر 30 منٹ پر درج کی گئی۔ شکایت کنندہ (مسئول علیہ نمبر 2) نے، جو خواجہ رفیق شہید انٹر میڈیٹ کالج واقع والٹن روڈ لاہور (کالج) کا طالب علم ہے، قرار دیا کہ وہ تین دیگر طلباء، اپنے دوستوں ('چار دوست')، کے ساتھ ماؤن ٹاؤن پارک ('پارک') آیا ہوا تھا جہاں درخواست گزارانے پر ایک دوست کے ساتھ، جو کہ دونوں مسیحی تھے، تبلیغ اور گستاخانہ باتیں کر رہے تھے۔ کیم اپریل 2021ء کو درخواست گزار کو گرفتار کیا گیا اور اس کے بعد سے وہ مسلسل قید میں رہا ہے۔ اس کی درخواستِ خمانتِ فاضل سیشنز جج اور فاضل بنجہائی کو رٹ نے مسترد کر دی؛ دونوں فاضل بنجہائی خمانتِ مسترد اس لیے کی کہ انھیں ایف آئی آر کے مندرجات اور چار دوستوں کے بیانات پر مکمل اعتماد تھا۔

3- درخواست گزار کے وکیل کا کہنا ہے کہ ایف آئی آر ایک کتنا بچے "زندگی کا پانی" کا حوالہ دیتی ہے جس میں کوئی گستاخانہ مواد نہیں ہے؛ ایف آئی آر کا اندرانج 8 گھنٹوں کی بلا جواز تاخیر کے بعد ہوا حالانکہ ماؤن ٹاؤن تھانہ پارک کے قریب واقع ہے؛ چار دوستوں نے، جن میں ہر ایک کے پاس موبائل فون تھا، وقوع کو، جو تقریباً تیس منٹ تک جاری رہا، ریکارڈ نہیں کیا؛ چار دوستوں نے ظاہر نہیں کیا کہ ان تیس منٹوں میں ان کی جانب سے کیا کہا گیا تھا، اور یہ کہ یہ ناقابلِ یقین ہے کہ وہ کسی کو تیس منٹ تک گستاخانہ باتیں کرنے دیں اور آرام سے ایک طرف کھڑے ہو کر چپ چاپ سنتے رہیں؛ پارک کا انتظام ماؤن ٹاؤن سوسائٹی کے پاس ہے جس نے پارک کے لیے دن رات مسلسل محافظین کا بندوبست کیا ہوا ہے لیکن نہ تو کسی محافظ نے، نہ ہی پارک میں آنے والے کسی اور شخص نے شکایت کی نہ اپنے بیانات ریکارڈ کر دیئے؛ اور وہ دو مسیحی نزےِ احتمال ہوں گے اگر انہوں نے چار نوجوان مسلمانوں کے سامنے وہ بچہ کہا جس کا ان پر الزام لگایا گیا ہے، وہ بھی ایسے پارک میں جہاں تمام نہ ہیں، زیادہ تر لوگ مسلمان ہوں۔

4- فاضل ایڈیشنل پرو سیکیور جزل پنجاب ('اے پی جی') خمانت کی مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پولیس روپورٹ (چالان) جمع کرائی جاچکی ہے، فردِ جرم عائد کر دی گئی ہے اور ٹرائل کو رٹ نے پانچ گواہوں کے بیانات تحریر کر لیے ہیں اور استغاثہ کے پانچ گواہوں کی گواہی باقی ہے۔ اس لیے اس مرحلے پر ملزم کو خمانت کی رخصت عطا کرنا مناسب نہیں ہو گا، اور ایف آئی آر کے مندرجات اور چار دوستوں کے بیانات کی رو سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ملزم نے ان جرائم کا ارتکاب کیا ہے جن کی فردِ جرم اس پر عائد کی گئی ہے۔ جناب سید رفاقت حسین شاہ، جو شکایت کنندہ کی نمائندگی کر رہے ہیں، فاضل اے پی جی کے موقف کی تائید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو گواہ گواہی دے چکے ہیں ان پر جرح نہ کر کے درخواست گزار مقدمے کی تکمیل میں تاخیر کر رہا ہے۔

5- ہم نے مقدمے کے فریقوں کے وکلا کے دلائل سنے اور ریکارڈ پر موجود دستاویزات کے علاوہ فاضل اے پی جی کی جانب سے پیش کی گئی دستاویزات کا جائزہ لیا۔ مقدمے کی تفتیش پولیس کے سپرینٹنڈنٹ ('ایس پی') نے کی۔<sup>2</sup> ہمارے پوچھنے پر فاضل اے پی جی اور ایس پی نے بتایا کہ ایف آئی آر میں مذکور کتاب (زندگی کا پانی) میں کوئی توہین آمیز مواد نہیں ہے۔ پھر ہم نے معلوم کیا کہ کیا گرفتاری کے وقت یا بعد میں جرم ثابت کرنے والا کوئی مواد درخواست گزار سے برآمد کیا گیا ہے، اور ہمیں بتایا گیا کہ ایسا کوئی مواد برآمد نہیں کیا گیا۔ ایس پی نے ہمیں بتایا کہ پارک کا اس کالج سے فاصلہ، جہاں یہ چار دوست پڑھتے ہیں اور جہاں سے یہ اس پارک میں آئے تھے، تقریباً دس کلو میٹر ہے لیکن ریکارڈ پر ایسا کچھ نہیں ہے جو یہ دکھائے کہ یہ دہاں کیوں گئے؟ ہمیں یہ بھی بتایا گیا کہ درخواست گزار لاہور ویسٹ مینجنمنٹ کمپنی میں خاکر و بکے طور پر ملازم ہے۔

6- ہم نے ایف آئی آر بھی پڑھی اور چالان بھی جس میں ایف آئی آر ہی کی باتیں دہرائی گئی ہیں اور اس میں کوئی اضافی ثبوت نہیں ہے جس سے ملزم کا جرم ثابت ہوتا ہو۔ فردِ جرم 5 اپریل 2022ء کو فاضل ایڈیشنل سیشنز جج نے عائد کی جسے یہاں نقل کیا جاتا ہے:

کہ تم ملزم نے اپنے شریک ملزم / ایوب مسیح (اشتہاری مجرم) کے ساتھ مل کر 13 فروری 2021ء کو 4 بج کر 35 منٹ پر ماؤن ٹاؤن پارک لاہور میں قرآن مجید کی بے حرمتی کی، اور توہین آمیز کلمات کہے اور حضرت محمد ﷺ کے مقدس نام کی توہین کی۔ پس تم ملزم سلامت مسیح اور تمہارے شریک ملزم ایوب مسیح (جوتب سے اشتہاری مجرم ہے) نے زیرِ دفعہ 295-اے، 295-بی اور 295-سی، مجموعہ تعزیرات پاکستان، جرم کیا ہے، جو اس عدالت کے اختیار کے تحت آتا ہے۔

<sup>1</sup> زیرِ دفعہ 173، مجموعہ ضابطہِ فوجداری، 1898ء۔

<sup>2</sup> مجموعہ ضابطہِ فوجداری، 1898ء، کی دفعہ 156-اے لازم کرتی ہے کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295-سی کے تحت جرم کی تفتیش ایسا افسر کرے جو پولیس کے سپرینٹنڈنٹ کے عہدے سے کم نہ ہو۔

اور میں حکم دیتا ہوں کہ تم ملزم سلامت مسیح پر اس عدالت میں مذکورہ بالا فرد جرم کی روئے مقدمہ چلایا جائے۔

فرد جرم کے جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں متعدد بنیادی خامیاں ہیں اور اس میں فرد جرم عائد کرنے کے متعلق کئی اہم مقررہ شرائط نہیں پائی جاتیں۔<sup>3</sup> ضروری ہے کہ فرد جرم میں جرم کی مختصر توضیح ہو اور ساتھ ہی ان حالات کا مختصر ذکر ہو جن سے وہ جرم تشکیل پاتا ہے۔ فرد جرم میں (جس طرح وہ عائد کی گئی ہے) تین جرائم کو ملا کر ایک جرم کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ہر جرم کے الگ عناصر ہیں لیکن فرد جرم ایسا نہیں کہتی۔ ضروری ہے کہ فرد جرم ملزم کو اس کے خلاف مقدمے سے پوری آگاہی دے جس کا اس نے جواب دینا ہے، اور اس کا اس قابل ہونا ضروری ہے کہ وہ اس جرم کے خلاف دفاع کر سکے جس کا اس پر الزام عائد کیا گیا ہے۔<sup>4</sup> درخواست گزار کے خلاف قرآن مجید کی بے حرمتی کا الزام عائد نہیں کیا گیا تھا (نہ تو ایف آئی آر میں اور نہ ہی چالان میں)، لیکن پھر بھی اس پر دفعہ 295-بی کے تحت فرد جرم عائد کی گئی۔

7۔ درخواست گزار کے خلاف استغاثہ کا مقدمہ چار دوستوں کے بیانات پر مبنی ہے۔ ہم نے ان کی گواہی کا جائزہ لیا ہے جو اس بات سے شروع ہوتی ہے کہ درخواست گزار کے شریک ملزم نے کتاب "زندگی کا پانی" پیش کی اور دونوں ملزمان نے قصد امیحیت کی تبلیغ شروع کی۔ میحیت کی تبلیغ کوئی جرم نہیں ہے، نہ ہی اسے جرم بنایا جاسکتا ہے کیونکہ "مذہب پر عقیدہ رکھنا، عمل کرنا اور اس کی تبلیغ" بنیادی حق ہے۔<sup>5</sup> وہ اس کے بعد کہتے ہیں کہ دونوں ملزمان نے حضرت محمد ﷺ کی ازوادِ حیثیت پر بات کی اور اس کا موازنہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیا اور ذو معنی جملہ کہا اور پھر قرآن مجید اور بائبل کے متعلق بات کی۔ ہم مبینہ توہین آمیز الزامات نہیں دھرا رہے کیونکہ اس سے گریز ضروری ہے، اور اس لیے بھی کہ وہ غیر ضروری اذیت اور اشتعال کا باعث بن سکتے ہیں۔<sup>6</sup>

8۔ بد قسمتی سے ایسے مقدمات کی بہت تشویہ ہوتی ہے جس کا غلط اثر ہوتا ہے اور اس سے منصفانہ ساعت کا حق کبھی متاثر ہو سکتا ہے۔ غیر ذمہ دارانہ اور سنسنی خیز نشر و اشاعت کے ذریعے بار بار وہ کچھ دھرایا جاتا ہے جو مبینہ طور پر ملزم نے کہایا کیا ہوتا ہے؛ جبکہ اسے دھرانے والے شاید خود وہی جرم کر رہے ہوں۔ مذہب سے متعلق جرائم بہت سکھیں ہیں اور دفعہ 295-سی کے جرم پر صرف موت کی سزا مقرر ہے۔ اس لیے تمام متعلقہ افراد پر یہ یقین بنانا لازم ہے کہ عدل کے نفاذ میں کوئی بے انصافی نہ ہو جائے۔ عدالت نے اس حقیقت کا نوٹ لیا ہے کہ کئی بار حساب برابر کرنے کے لیے جوٹی الزامات لگائے گئے ہیں اور مذہم مقصود کے لیے یا غلط محکمات کی وجہ سے مقدمات بھی قائم کیے گئے ہیں۔<sup>7</sup>

9۔ فوجداری نظام کے تبدیل ہونے اور اسلامی اصولوں پر قائم ہونے سے قبل انسانی زندگی اور بدن پر اثر انداز ہونے والے جرائم<sup>8</sup> کو ریاست کے خلاف جرائم تصور کیا جاتا تھا۔ اب ان جرائم کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ ایسے جرائم ہیں جن سے متاثرہ افراد یا ان کے ورثا کے حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ اس عدالت کی شریعت اپیلیٹ نجخ کے ایک پانچ رکنی نجخ نے اس تبدیلی کی توضیح یوں کی ہے:

"اسلامی احکام کی روئے۔۔۔ متاثرہ فرد یا اس کے ورثا کا ابتداء سے آخر تک پورے معاملے پر، یشوول اور جرم کے، مکمل کنٹرول ہوتا ہے۔ وہ چاہیں تو اس کی اطلاع نہ دیں۔ وہ چاہیں تو جرم کے خلاف استغاثہ نہ کریں۔ وہ چاہیں تو اپنی آزادانہ مرضی سے استغاثہ چھوڑ دیں۔ وہ چاہیں تو جرم کو کسی بھی مرحلے پر سزا کی تنفیذ سے قبل معاف کر دیں۔ جرم اور جرم کی معافی کے لیے وہ

<sup>3</sup> مجموعہ ضابطہ فوجداری، 1898ء، کامیسوں باب زیر عنوان "فرد ہائے جرم کی صورت"۔

<sup>4</sup> اسیے کے رحمانی بنام ریاست (2005ء) ایسی ایم آر 364، فقرہ 20، ص 381-382؛ محمد بخش بنام ریاست، وفاقی شرعی عدالت کا ایک فیصلہ (2021ء) ایم ایل ڈی 1725، فقرہ 7، ص 1730۔

<sup>5</sup> دفعہ 20-اے، آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان۔ مزید دیکھیے: ایس ایم سی نمبر 1 آف 2014ء (پی ایل ڈی 2014 پر یم کورٹ 699، ص 718)۔

<sup>6</sup> پنجاب ریلیجس بکس سوسائٹی بنام ریاست، تین فاضل ججوپ مشتمل نجخ کا فیصلہ (پی ایل ڈی 1960 لاہور 629، ص 640)۔

<sup>7</sup> یہ امور ان مقدمات میں بھی نوٹ کیے گئے ہیں: محمد محبوب بنام ریاست (پی ایل ڈی 2002 لاہور 587، فقرہ 30، ص 601)؛ ایوب مسیح بنام ریاست (پی ایل ڈی 2002 پر یم کورٹ 1048)۔

<sup>8</sup> مجموعہ تجزیرات پاکستان کا باب 16۔

مالی یا کوئی اور عوض لے سکتے ہیں۔ وہ صلح کر سکتے ہیں۔ وہ مجرم سے قصاص لے سکتے ہیں۔ ریاست رکاوٹ نہیں بن سکتی، لیکن اپنی حد تک بھر پور کوشش کرتی ہے کہ ان کا مقصد پورا ہونے اور ان کے حقوق کے مناسب استعمال میں ان کی معاونت کرے۔<sup>9</sup>

مجموعہ ضابطہ فوجداری، 1898ء (مجموعہ)<sup>10</sup> کی دفعہ 345 اور دوسرے جدول میں بھی ترمیم کر کے قتل کے علاوہ زخم کی بہت سی اقسام<sup>11</sup> کو قابلٰ صلح بنادیا گیا۔ تاہم "مذہب سے متعلق جرائم"<sup>12</sup> میں کوئی بھی جرم قابلٰ صلح نہیں ہے (سواء کسی شخص کے مذہبی جذبات کو محو کرنے کے نسبتاً معمولی جرم کے<sup>13</sup> جس پر زیادہ سے زیادہ تین سال تک قید کی سزا ہے)۔ مذہب کے متعلق جرائم کے بارے میں ریاست کی حیثیت غالب ہے اور ان جرائم پر استفادے کے لیے ریاست ذمہ دار ہے۔ ایسے مقدمات میں جب بھی شکایت لکنڈہ بہت ہی زیادہ دلچسپی لے تو اس سے اس کے قابلٰ اعتبار ہونے پر شک ہو سکتا ہے اور یہ فساد یا کسی غلط محرک کی علامت ہو سکتی ہے۔ تاہم چند ایک مقدمات میں دیکھا گیا کہ شکایت لکنڈہ گان بڑا جتحا بنا لیتے ہیں اور ان کے ساتھ دوسرے لوگ بھی شامل ہو جاتے ہیں جو استغاثہ اور عدالت پر دباؤ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ موجودہ مقدمے میں شکایت لکنڈہ، جو ایک طالب علم ہے، لاہور سے اسلام آباد اس مقصد کے لیے آیا کہ ضمانت کی مخالفت کرے۔ اسے ایسا کرنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ اس معاملے کی پیروی کے لیے ریاست اور اس کے قانونی افسران موجود تھے۔ اور جب ہم فاضل اے پی جی اور ایس پی سے سوالات پوچھ رہے تھے، تو شکایت لکنڈہ اور اس کے وکیل اے پی جی اور ایس پی کو جوابات فراہم کر رہے تھے۔

10۔ درخواست گزار تقریباً ڈیڑھ سال سے قید میں ہے اور اس ساری مدت میں (جیسا کہ اوپر ذکر کر دیا گیا) اس سے کوئی ایسا مود برآمد نہیں کیا گیا جس سے اس کا جرم ثابت کیا جاسکے۔ ایس پی اور فاضل اے پی جی کا کہنا ہے کہ درخواست گزار کاموبائل فون بھی چیک کیا گیا، لیکن اس سے بھی کوئی ایسا مود برآمد نہیں ملا جس سے جرم کو ثابت کیا جاسکے، نہ ہی ایسا مود برآمد جس سے اندازہ ہو کہ درخواست گزار کار جان اس فعل کی طرف تھا جس کا اس پر الزام لگایا گیا ہے۔ ایف آئی آر اور چالان کے مطابق درخواست گزار تبلیغ کر رہا تھا لیکن اس بات کی تائید کے لیے کوئی مواد نہیں ہے اور اس بات کا وزن کم ہو جاتا ہے جب اس بات کا اعتراف کیا جاتا ہے کہ درخواست گزار کوئی مبلغ نہیں بلکہ ایک عام خاکر دب ہے۔ استغاثہ کا پورا مقدمہ چار دوستوں کی گواہی پر قائم ہے۔ تاہم ایسا کچھ بھی نہیں ہے جس سے ان کی گواہی کیتاں ہے کہ کیا تائید کا ہونا ضروری ہے؟

11۔ تائید (corroboration) سے مراد ہے تقویت اور تصدیق، اور تائیدی ثبوت اس ثبوت سے الگ ہوتا ہے جس کو وہ تقویت دیتا ہے۔<sup>13</sup> تائید سے عدالتی فیصلوں میں غلطیوں کا امکان کم ہو جاتا ہے اور یہ عقل کا تقاضا ہے۔ تائید کا مقصد مجرم کی سزا بقینی بنانا اور بے گناہ کو سزا سے بچانا ہے۔ تاہم تائیدی ثبوت کسی بے اعتبار گواہ یا ثبوت کو باعتبار نہیں بنادیتا۔<sup>14</sup> اس مقدمے میں درخواست گزار کے خلاف صرف چار دوستوں کی گواہی ہے۔ ہمیں جرائم کی سنگینی کی بات ذہن میں رکھنی ہے اور یہ بھی کہ دفعہ 295-سی کے جرم کے لیے مقرر کی گئی صرف سزا موت ہی ہے۔ اس لیے عقل کا تقاضا ہے کہ ان کے بیانات کو، جو اس مرحلے پر غیر یقینی نظر آتے ہیں، دوسرے ثبوتوں سے تائید ملے جو واقعی، دستاویزی اور / یا سائنٹی ہو سکتے ہیں۔ اسلامی اصول بھی بعض حالات میں گواہی کے لیے تائید کے ہونے کو ضروری قرار دیتے ہیں۔<sup>15</sup>

<sup>9</sup> وفاقِ پاکستان بنام گل حسن خان (پی ایل ڈی 1989 سپریم کورٹ 633، ص 684-685)۔

<sup>10</sup> مجموعہ تعزیراتِ پاکستان کے باب 16 کے تحت جرائم۔

<sup>11</sup> مجموعہ تعزیراتِ پاکستان کا باب 15۔

<sup>12</sup> مجموعہ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 298۔

<sup>13</sup> ارشاد احمد بنام ریاست (1990 پی سی آر ایل جے 383، 374-اے)۔

<sup>14</sup> ڈائریکٹر آف پبلک پرو سیکیشنز بنام کلبورن (1973] اپیل کیس 729) جس میں دارالامراء نے قرار دیا تھا (ص 746) کہ: "تائید صرف اس گواہ کو دی جا سکتی ہے، یا وہ دے سکتا ہے جس پر اس کے بغیر اعتبار کیا جاسکتا ہو۔ اگر کسی گواہ کی گواہی خود اپنی کمزوری کی بنا پر ساقط ہو جائے، تو اسے تائید کی ضرورت، یا اس کی جانب سے کسی کو تائید دیے جانے کی البتہ، کا وال پیدا ہی نہیں ہوتا۔" اور ڈائریکٹر آف پبلک پرو سیکیشنز بنام بورڈ میں (1975] اپیل کیس 421) میں دارالامراء نے قرار دیا تھا (ص 455) کہ: "جب تک کسی گواہ کی گواہی ذاتی طور پر قابلٰ اعتبار نہ ہو، وہ نہ کسی کو تائید فراہم کر سکتا ہے، نہ ہی یہ سوچا جاسکتا ہے کہ اسے تائید کی ضرورت ہے۔" ارشاد احمد بنام ریاست (1990 پی سی آر ایل جے 385، 374-بی)۔

<sup>15</sup> ابو عیینی الترمذی (892-824)، سنن، کتاب 11، حدیث 1180؛ ابو بکر السرخسی (1009-1090)، المبسوط، دار الکتب العلمیہ، بیروت،

12- ملزم کے بندیوںی حقوق متعلقہ بمنصانہ ساعت اور قانونی طریقہ<sup>16</sup> کی ضمانت ضروری ہے، بالخصوص ان مقدمات میں جن میں سخت سزاویں مقرر کی گئی ہیں۔ ایسی مثالیں موجود ہیں کہ اشتعال دلانے والوں نے جذبات مشتعل اور بر امیختہ کر دیے، اور ہجوم الٹھا کر کے اسے ابھارا کہ قانون اپنے ہاتھ میں لے، جس نے ملزم کو زخم کیا اور یہاں تک کہ قتل بھی کر دیا، قبل اس کے کہ اسے عدالت مجرم قرار دیتی۔ خواہ عدالت کسی شخص کو مجرم قرار دے کر اسے سزاے سنائے، تب بھی اس سزا کا نفاذ اگر کسی ایسے فرد نے کیا جسے اس کے لیے اختیار نہ دیا گیا ہو، تو اسلامی اصولوں کے مطابق ایسا شخص افیات (ریاست کا حق ضائع کرنے) کے لیے ذمہ دار ٹھہرتا ہے جس پر اسے سزادی جائے گی۔<sup>17</sup>

13- اسلامی اصول<sup>18</sup> مذہب کے متعلق جرائم کو خدا کے خلاف جرائم قرار دیتے ہیں؛ فقهاء کی اصطلاح میں، جو انھیں حدود میں شمار کرتے ہیں، یہ "خدا کے حقوق" سے متعلق ہوتے ہیں۔ حد کے جرم میں کسی ملزم کا جرم ثابت کرنے کے لیے اسلامی اصولوں کی رو سے ثبوت کا سخت ترین، یا بہترین، معیار مقرر کیا گیا ہے اور کوئی شبہ ملزم کو بری کر دیتا ہے۔ نبی ﷺ کی مشہور مستند حدیث<sup>19</sup> میں، جس کی روایت کئی صحابہ نے کی ہے، آیا ہے:

اَذْرُءُوا الْحُدُودَ بِالشُّهْبَاتِ

(شبہات کی موجودگی میں سزاویں سے گریز کرو۔)<sup>20</sup>

دوسرے خلیفہ راشد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس اصول کو ان الفاظ میں دہرا یا:

اَذْرُءُوا الْحُدُودَ مَا اسْتَطَعْتُمْ

(سزاویں سے گریز کرو جس حد تک تم کر سکتے ہو۔)<sup>21</sup>

اس عدالت نے دفعہ 295-سی کے مقدمے میں اس اصول کو ان الفاظ میں تسلیم کیا ہے: "یہاں اس بات کا تذکرہ بے جا نہیں ہو گا کہ یہ اصول (شک کا فائدہ) اسلامی قانون میں ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے اور اس کی سختی سے پابندی کی جاتی ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ: قاضی کسی مجرم کو چھوڑنے کی غلطی کرے تو یہ کسی بے گناہ کو سزادینے کی غلطی سے بہتر ہے۔"<sup>22</sup>

میکل یونیورسٹی کے انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز کے پروفیسر والی بی حلاق (1995-1995) نے بہت خوبی کے ساتھ واضح کیا ہے:

"حدود جرائم پر سخت سزاویں کا مقصد لوگوں کو ان کے ارتکاب سے باز رکھنا (زجر) تھا اور اس لیے عملاً ان کا نفاذ کم ہی کیا گیا۔۔۔ ان کے ارتکاب پر اس دنیا میں سزا نہ ہونے کی صورت میں مجرم ابدی جہنم میں جا گرتا، بعد الموت زندگی کا ایسا تصور

<sup>16</sup> آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان، دفعہ 10-اے۔ نوید اصغر بنا م ریاست (پی ایل ڈی 2021 پر یک کورٹ 600، 18-6 اپنے)۔

<sup>17</sup> سرخی، المبسوط، ج 9، ص 121؛ ابن عابدین الشامی (1784-1836)، رد المحتار، مصنفو البانی، القاهرۃ، ج 3، ص 176؛ ابن عبد البر الاندلسی (1071-978)، التمهید، وزارت الاوقاف والمسکون الاسلامیۃ، المغرب، 1967، ج 21، ص 256؛ ابو اسحاق الشیرازی (1003-1083)، المہذب، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2002، ج 3، ص 258۔ مثال کے طور پر اگر کسی جنگی مجرم کو گرفتاری کے بعد سزاے موت کا مستحق تواریخ دیا گیا ہو اور اسے کسی شخص نے ریاست کی اجازت کے بغیر قتل کر دیا، تو اس شخص کو افیات کے ارتکاب پر سزا کا سامنا کرنا ہو گا۔ سرخی، شرح السیر الكبير، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1997، ج 3، ص 126۔

<sup>18</sup> اگرچہ مجموعہ تحریرات پاکستان میں ایسا نہیں کہا گیا۔

<sup>19</sup> نبی ﷺ کی روایت۔

<sup>20</sup> ابو یوسف (729-798)، کتاب المراج، دار المعرفۃ، بیروت، 1979، ص 152؛ علاء الدین الحصانی (1616-1677)، مسنن أبي حنیفة، کتاب الحود، حدیث 4؛ ابو عیسیٰ الترمذی (824-892)، سسن، کتاب 15، حدیث 1424۔

<sup>21</sup> محمد بن الحسن (805-849)، کتاب الأصل، دار ابن حزم، بیروت، 2014، ج 7، ص 150۔

<sup>22</sup> ایوب مسیح بنا م ریاست (پی ایل ڈی 2002 پر یک کورٹ 1048، 1056 بی)۔

جس کے نتیجے میں اخلاقی ذمہ داری کا احساسِ نفیت میں راسخ ہو جاتا۔ حدود کے احلاقوں میں بہت زیادہ اختیاط کا مأخذ یہ قاعدہ تھا جو ایک حدیث سے نکلا تھا کہ "معمولی ترین شبے کی موجودگی میں بھی" ان سے گریز ضروری ہے۔"<sup>23</sup>

14۔ اسلامی قانون کے اصولوں کی پابندی، منصفانہ ساعت اور قانونی طریقے کے بنیادی حقوق کا اطلاق جن کی صنانست آئین میں دی گئی ہے، اور معقول طریقے پر عمل چیز اہونا تاکہ یقینی بنایا جائے کہ مذہب سے متعلق جرائم میں کسی بے گناہ کو غلطی سے سزا نہ ملے، ان سارے امور کا تقاضا ہے کہ جب صرف گواہوں کی غیر یقینی گواہی ہو، تو اس کے ساتھ تائیدی ثبوت کا ہونا ضروری ہے۔ بسا اوقات پارسائی کا جذبہ، اخلاقی جوش اور / یا اشتعال بھی موجود اداری مقدمات میں عمومی معیارِ ثبوت، یعنی "معقول شبے سے بالاتر" ،<sup>24</sup> کو دھندا کر دیتا ہے اور استغاثہ کو ایک پہلے سے طے شدہ ہدف کی طرف دھکیلتا ہے۔

15۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تفتیشی ایس پی نے دولzman کی بات نہ مانی اور چار دوستوں کی بات قبول کی۔ ایسی ترجیح کے لیے کوئی معقول وجہ بیان کرنا تو درکنار، سرے سے کوئی وجہ ہی ذکر نہیں کی۔ کسی تفتیشی افسر کو اس کی اجازت نہیں ہے کہ وہ کسی کے ساتھ امتیاز برتے یا نہیں ہی بیان پر ترجیح دے۔<sup>25</sup> دفاع کا بیانیہ بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔<sup>26</sup> اس بات کا ذکر بھی بے جان نہیں ہو گا کہ وفاقی شرعی عدالت<sup>27</sup> نے بعض معروف علماء اسلام کی آراء نقل کی تھیں جنہوں نے راے دی تھی کہ جہاں گستاخی کا رہنمای کیا گیا ہو، وہاں بھی اگر ملزم نے توبہ کر لی تو اسے سزا نہیں دینی چاہیے۔<sup>28</sup>

16۔ ہمیں بتایا گیا کہ درخواستِ گزار کا پیشہ عوامی مقامات کی صفائی ہے، جو قابلِ تحسین ہے۔ مذہبِ اسلام ذہن، بدن اور ماہول کی صفائی کی حوصلہ افرادی کرتا ہے اور اس سے محبت رکھتا ہے۔ قرآن مجید کا کہنا ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْتَّوَبَيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ

یقیناً، اللہ محبت کرتا ہے توبہ کرنے والوں سے، اور محبت کرتا ہے پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے۔<sup>29</sup>

نبی پاک حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

الظَّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ

صفائیِ نصف ایمان ہے۔<sup>30</sup>

نبی پاک حضرت محمد ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشاہدہ کیا کہ آپ خود گھر کے معمولی کام کیا کرتے تھے۔<sup>31</sup> پہلے خلیفہ راشد ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک بوڑھی نایبِ نایابوں کے گھر جا کر اس کا کوڑا کر کٹ اور گندگی صاف کرتے تھے۔<sup>32</sup>

<sup>23</sup>Sharia: Theory, Practice, Transformation, Cambridge University Press 2009, part II, chapter 10, p. 246.

<sup>24</sup>نوید اصغر بام ریاست (پی ایل ڈی 2021 پر یک کورٹ 600، 617 ایف)؛ سلمان رفیق بام قومی احتساب یورو (پی ایل ڈی 2020 پر یک کورٹ 456)؛ رحمت بام ریاست (پی ایل ڈی 1977 پر یک کورٹ 515، مص 527 ای)۔

<sup>25</sup>آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان کی دفعات 14، 20، 25، 26 اور 26(1)۔

<sup>26</sup>عبداللہ بام ریاست (1991 ایں سی ایم آر 1734، 1736 بی)۔

<sup>27</sup>محمد اسماعیل قریشی بام پاکستان (پی ایل ڈی 1991 وفاقی شرعی عدالت 10)۔

<sup>28</sup>ایضاً۔ مولانا مفتی علام سرو قادری، فقرہ 5، مص 17، مولانا حافظ صلاح الدین یوسف، فقرہ 6، مص 17، اور مولانا سعد الدین شیر کوٹی، فقرہ 10، مص 18۔

<sup>29</sup>سورۃ البقرۃ (2)، آیت 222۔ نیز دیکھیے، آیت 151۔

<sup>30</sup>مسلم بن الحجاج انشیری (875-815)، صحیح مسلم، باب 2، حدیث 223۔

<sup>31</sup>محمد بن اسماعیل البخاری (870-810)، صحیح البخاری، باب 10، حدیث 676۔

<sup>32</sup>ابن عساکر (1106-1176)، تاریخ دمشق، دار الفکر، بیروت، 1995، ج 30، ص 322۔

17- اب ہم آگے بڑھتے ہوئے اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ کیا مقدمے کے اختتام سے قبل درخواست گزار کو ضمانت پر رہا کیا جانا چاہیے؟ یہ ہیں مقدمے کے حقائق اور ریکارڈ پر موجود ثبوت جھوٹ نے ہمیں اس درخواستِ ضمانت کا فیصلہ کرنے میں مدد دی ہے۔ چار دوست اپنے کانج سے پارک میں آئے جوان کے کانج سے دس کلو میٹر کے فاصلے پر ہے، لیکن انھوں نے وضاحت نہیں کی کہ انھوں نے اتنی دور واقع پارک کو کیوں چنا، یا یہ کہ وہ کانج سے وہاں کیسے پہنچے؟ اہم بات یہ ہے کہ پارک میں موجود دوسرے لوگوں یا پارک میں تعیناتِ محاظین نے درخواست گزار پر الزام کے لیے انگلی نہیں اٹھائی، نہ ہی ان کو تفتیش میں شامل کیا گیا۔ چار دوستوں نے گواہی دی کہ درخواست گزار "قصدِ امیحیت کی تبلیغ" کر رہا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے خیال میں یہ جرم تھا (جبکہ ایسا نہیں ہے، جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا)۔ درخواست گزار کے مبلغ ہونے کے متعلق ثبوت بھی پیش نہیں کیا گیا، جس سے ان کی گواہی کا وزن کم ہو جاتا ہے۔ پھر شکایت کنندہ نے پولیس کو اطلاع دینے میں تقریباً آٹھ گھنٹے لگائے، اگرچہ پولیس تھا نہ مز عومنہ موقع واردات کے بالکل قریب تھا۔ مسلمہ طور پر درخواست گزار، جو کہ ایک خاکروب ہے، چار دوستوں کی بہ نسبت بہت کم تعلیم یافتہ ہے جس کی وجہ سے یہ بات قبول کرنا مشکل ہو جاتی ہے کہ انھوں نے ان اس کے مز عومنہ بیانات کا جواب نہیں دیا ہو گا، اور تیس منٹ تک خاموش کھڑے رہے ہوں گے۔ نیز درخواست گزار سے جرم ثابت کرنے والا کوئی موادر برآمد نہیں کیا گیا۔ یہ تمام عوامل اسے مزید تحقیق کا مقدمہ بنادیتے ہیں اور درخواست گزار کو ضمانت کا مستحق کر دیتے ہیں۔

18- اس لیے درخواست گزار کو ضمانت پر رہا کیا جاتا ہے، اس شرط پر کہ وہ مبلغ 50 ہزار روپے کا مچکلہ، مع ایک ضامن اسی مقدار کے مچکلے کے ساتھ، جو ٹرائل کورٹ کے لیے قابلِ اطمینان ہو، مجع کرائے۔ اس درخواست کو اپیل میں تبدیل کیا جاتا ہے اور اعتراض شدہ حکم کو منسوخ کرتے ہوئے اس درخواست کو مذکورہ شرائط کے ساتھ منظور کیا جاتا ہے۔

19- ہم نے انتہائی احتیاط کی ہے کہ مقدمے کی صحت و عدم صحت کے متعلق کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے درخواست گزار یا بیانات کے مقدمے پر نفلط اثر پڑے، سو اس بات کے جو ضمانت کی درخواست کا فیصلہ کرنے کے لیے ضروری تھی۔ تاہم چونکہ درخواست گزار کا مقدمہ آئین اور قانون کے مطابق نہیں چل رہا تھا، تو ہم اپنا فریضہ ادا کرنے میں ناکام ہوتے اگر ہم مذکورہ غامیوں کی نشاندہی نہ کرتے۔ ہم یہ تو قعر کھتھتے ہیں کہ ٹرائل کورٹ کے فضل نجی بھی ان امور کی طرف توجہ کریں گے۔

20- اس حکمانے کی نقل چاروں صوبوں اور اسلام آباد وفاقی علاقے کے مکملہ ہائے استغاثہ کی طرف اطلاع اور عمل درآمد کے لیے بھیج دی جائیں تاکہ وہ یقینی بنائیں کہ مجموعہ تعزیراتِ پاکستان کے باب 15 میں مذکورہ مذہب کے متعلق جرائم کی تفتیش آئین اور قانون کے مطابق اسی طرح سرانجام دی جائے جیسا کہ یہاں بتایا گیا اور واضح کیا گیا۔

**نوٹ:** یاد رہے کہ عوامی سہولت کے پیش نظر فیصلے کا اردو مفہوم ترجیح کی شکل میں جاری کیا جا رہا ہے۔ تاہم عدالتی یا سرکاری استعمال کے لیے انگریزی فیصلے کی طرف رجوع کیا جائے۔ (آئینِ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آرٹیکل 251)

نج

نج

اسلام آباد

23 اگست، 2022ء